اسلامی اندلس کا طبّی سرمایہ

حکیم نعیم الدین زبیری

جرمن مستشرق ایم اُلمان نے اسلام سے قبل خاص کر عربوں کے حوالے سے صحت کے عدم شعور کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا ہے کہ ,,اس دور میں پینے کے لیے صاف پانی کا حصول تقریباً ناممکن تھا اور یہی حالت غذائی عادات کی غیر صحت مندی کی تھی ۔ مکھیوں اور طفیلی امراض کا سبب بننے والے کیڑوں وغیرہ سے حفاظت کا کوئی تصور موجود نہیں تھا، جس کی وجہ سے مختلف نوع کے متعدی اور جراثیمی امراض عام تھے ، بچے بہت بڑی تعداد میں نو عمری میں ہلاک ہو جاتے اور عمر کا عام اوسط بھی بہت کم تھا ۔ اس زمانے میں جو امراض کثیر الوقوع تھے ان میں ملیریا ، تپ دق ، ککرے ، آشوب چشم ، امیبائی اور جراثیمی پیچش ، چیچک ، جذام اور غذائی نقائص کی وجہ سے ہونے والی مختلف قسم کی بیماریاں شامل تھیں ۔

عربوں کی زبان میں بیماریوں کی اس وبائی کثرت کی وجہ سے امراض اور مختلف مرضی حالتوں کے لیے بےشمار الفاظ پائے جاتے ھیں۔ اس کے باوجود عربوں کے پاس اس دور میں طب کا کوئی ایسا باقاعدہ نظام نہیں تھا جس کے مطابق وہ ان امراض کا علاج کر پاتے ہوں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انھیں بعض بیماریوں اور بعض علامات کا علاج تجربے سے معلوم تھا، لیکن ان کی بہت سی علاجی تدابیر ٹوٹکوں اور منتروں پر مشتمل تھیں ،، ۔

فاضل مستشرق نے عرب معاشرے کی جو تصویر کھینچی ہے مغرب بھی ان سے کچھ مختلف نہیں تھا بلکہ اس کے برخلاف مغربی ملکوں میں علاج معالجے کے بعض ناقابل تصور اور وحشیانہ طریقے رائج تھے جن کی تفصیلات تاریخ طب کی کتابوں میں موجود ھیں ۔

ان دونوں خطّوں میں اگر کوئی فرق ہے تو یہ کہ ظہور اسلام نے جہاں عربوں کی زندگی میں ذہنی ، فکری اور تہذیبی انقلاب برپا کیا وھیں انھیں عہد جاھلیت کے اوھام و خرافات سے نکال کر ایک علمی زندگی بھی عطا کی جب کہ مغرب اس کے بعد بھی صدیوں تک اپنی جہالت میں ڈوبا رھا ۔ مغرب کو اس اندھیرے سے نکالنے میں اسلام کے زیر اثر عربوں کی ترقی کا حصہ بہت زیادہ ہے ۔ جے بی ٹرینڈ نے اسپین کی تہذیب و ثقافت پر اسلامی اثرات کا ذکر کرتے ہوئے ,,لگیسی اوف اسلام ،، میں اپنے مقالے میں تحریر کیا ہے :

,,دور حاضر کے ھسپانوی مورخین کے علی الرغم یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ یورپ جن دنوں مادی اور روحانی طور پر تنزل و انحطاط کا شکار تھا اس وقت ھسپانیہ کے مسلمان فاتحین ایک عظیم الشّان تہذیب کی عمارت قائم کر چکے تھے ۔ انھوں نے ایک منظّم اقتصادی زندگی کی بنیادیں رکھدی تھیں اور وہ علوم و فنون ، فلسفہ اور تعمیرات کے میدانوں میں نئی مثالیں قائم کرنے لگے تھے ۔ ھسپانیہ کے مسلم فاتحین کی بلندی فکر کے اثرات یورپ پر ھر حیثیت سے پڑے اور اگلے سینکڑوں برس تک پڑتے رھے ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلم اسپین نے یورپ کو روشنی دکھائی ،، ۔

طب و سائنس کے مورخین ظہور اسلام اور اس کے بعد کے ادوار کی جو تفصیلات بیان کرتے ھیں ان سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ مسلمانوں کی آمد سے قبل مسیحی اسپین طب و علاج کے معاملے

میں کس مقام پر تھا ۔ ان مورخین کو اس امر کا اعتـراف ہے کہ مسلمان جب اسپین میں داخل ہوئے تو علم کے دیگر میدانوں کی طرح طب میں بھی ان کے پاس دوسری ہم عصر قوموں کے مقابلے میں کہیں زیادہ مرتب اور مدوّن سرمایہ موجود تھا ۔ آٹھویں صدی عیسوی میں مسلمانوں نے طبّی میدان میں نمایاں حد تک ترقی کے مراحل طے کر لیے تھے ۔ یورپ میں اس وقت ، طب نہ تو باقاعدہ مدّون شکل میں موجود تھی اور نہ اس میں اور جادو ٹونوں میں کوئی واضح فرق ھی دیکھا جا سکتا تھا ۔

اسپین کا حال بھی دیگر یورپی ملکوں سے مختلف نہیں تھا، لیکن جیسا کہ تمام غیر ترقی یافتہ اقوام جن میں قبل اسلام کے عرب بھی شامل ھیں علاج معالجے کی کچھـ روایات رکھتے ھیں مغرب ، بشمول ھسپانیہ ان سے خالی نہیں تھا ۔ البتہ ان روایات کو طب کا کوئی باقاعدہ نظام نہیں قرار دیا جا سکتا ۔ جب تہذیب و تمدن اور ترقی کا عمل دخل شروع ھوتا ہے تو ان روایات کی علمی بنیادوں پر چھان پھٹک ھوتی ہے اور ان کا مفید حصہ اس علاقے کے طبی نظام کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔ اسپین میں داخل ھونے والے مسلمان اطبا نے جن کا طبی اور معالجاتی نظام اس وقت تک ایک واضح علمی شکل اختیار کر چکا تھا ، اس خطّے کی ان طبی روایات سے کسی نہ کسی درجے میں ضرور استفادہ کیا ۔ اس قیاس کو مسلمان اندلسی اطبا کی تصانیف کے اس خصوصی مزاج اور طریق کار سے تقویت ھوتی ہے جس کا مشاھدہ مورخین نے کیا ہے اور اس علاقے کے طبیّ سرمائے کے مطالعہ سے آج بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس دور تک ، جب اسپین میں مسلمانوں کے قدم پہنچے ، یونانی طب پر عربی اور اسلامی مزاج کے نقوش واضح طور پر ابھرنے لگے تھے ۔ مسلمان اطبا نے یونانی خیالات

کو جوں کا توں قبول کرنے کی بجائے ، ان کا جائزہ تنقیدی نقطہ نظر سے لیا اور جو باتیں انھیں محض قیاس معلوم ہوئیں انھیں رد کر دیا اور پھر اپنے تحقیقی ، تجرباتی اور مشاھداتی مزاج کے مطابق ان میں اضافے بھی کیے ۔ اس طرح یہ طب اب صحیح معنوں میں اسلامی اور عربی طب بننے کی راہ پر چل پڑی تھی ۔ اس زمانے تک مسلمانوں میں جو اطبا اپنی علمی سیادت اور عملی واقفیت کی بنا پر شہرت حاصل کر چکے تھے ان میں غیر عرب اور غیر مسلم اطبا بھی شامل تھے ، لیکن یہ سب کچھ اسلامی اثرات کا نتیجہ تھا ۔ اسپین میں مسلمانوں کے داخلے سے قبل اسلامی معاشرہ جن اطبا کے نام اور کام سے واقف ہو چکا تھا ان میں سے حسب ذیل قابل ذکر ھیں :

(۱) **حارث بن کلدہ** ۔ جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے علاج کے لیے طلب فرمایا تھا اور آپ نے ان کی طبی مہارت کی تعریف بھی فرمائی ۔ حارث نے حضرت سعد کے لیے عجوۃ کھجور اور میتھی پر مشتمل نسخہ تجویز کیا ۔ حارث بن کلدہ بعد میں مسلمان ہوئے اور حضرت ابو بکرؓ اور بعض روایات کے مطابق حضرت عمرؓ کے عہد میں وفات پائی ۔

نضر بن حارث :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خالہ زاد بھائی، لیکن آپ کا جانی دشمن : جو جنگ بدر میں مشرکین کے لشکر کا علم بردار تھا ۔ جنگ کے دوران گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا ۔

ابن ابی رمثہ :۔ عہد رسالت میں موجود تھے ۔ خاص کر جراحی امراض کے ماہر تھے ۔

عبدالملک بن ابجر :۔ اسکندریہ میں مطب کرتے تھے ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں اسلام لائے اور خلیفۃ المسلمین کے طبیب بھی رہے ۔

ابن اثال اور ابو الحکم :۔ یہ دونوں طبیب حضرت معاویہ کے زمانے میں موجود تھے اور خلیفہ کے طبی مشیر رہے۔ یہ دونوں نصرانی تھے۔

ان کے علاوہ حکیم دمشقی ، عیسی بن حکم ، تیاذوق ، زینب طبیبہ بنی اود اور بعد کے ادوار میں آل ماسر جویہ ، آل بخت یشوع ، آل حنین جیسے معروف طبی خانوادے اور دیگر متعدد مسلم اور غیر مسلم اطبا اپنی طبی مہارت کی وجہ سے معروف ہو چکے تھے ، اور انھوں نے طبی علوم میں اپنے تجربات سے جو اضافے کیے تھے، اندلس آنےوالے مسلمان اطبا کے علم کا حصہ بن چکے تھے۔

اوّلین اسلامی عہد کے ان اطبا میں سے بعض عربی کے علاوہ فارسی ، یونانی ، سنسکرت ، سریانی اور عبرانی زبانوں سے واقفیت رکھتے تھے۔ ان زبانوں سے واقفیت نے ان کے مطالعے میں وسعت پیدا کی اور اس طرح ان کی طبی معلومات ایک حد تک بین الاقوامی رنگ کی حامل تھیں۔

اگرچہ مورخین طب و علوم اس امر کی وضاحت نہیں کرتے کہ خاص کر عربی طب کا فروغ اندلس کے ابتدائی دور میں کس طرح ہوا اور کن مراحل سے گزرا ، لیکن یہ واضح ہے کہ عربی طب اندلس میں ترقی یافتہ شکل میں داخل ہوئی۔ اس مرحلے کے بعد اندلس بھی اس علمی قافلے میں شامل ہو گیا جس نے ظہور اسلام کے بعد جزیرہ نمائے عرب سے اپنے سفر کی ابتدا کی تھی۔

مسلمان اطبا نے اندلس آنے کے بعد لاطینی زبان سیکھ لی۔ اگرچہ اس دور میں کسی ایسی کتاب کا مورخین ذکر نہیں کرتے جو عربی سے لاطینی میں منتقل ہوئی ہو ، لیکن اس قدر ضرور کہا جا سکتا ہے کہ لاطینی زبان کے ذریعہ اندلس کے عیسائی اطبا اور مسلمانوں کے درمیان افکار کے تبادلے کی ابتدا ہو چکی تھی اور اس طرح عربی طب کے اثرات مغرب پہنچنے شروع ہو گئے تھے۔

اموی دور سے دیگر زبانوں کا علمی سرمایہ عربی میں منتقل ھونا شروع ھو گیا تھا اور یہ سرمایہ جیسا کہ معلوم ہے ، مسلمان اطبا نے جوں کا توں قبول نہیں کر لیا بلکہ اس میں اپنے مشاھدات اور تجربات کو بھی شامل کرنے لگے تھے ۔ یونانی علوم کے بارے میں یہ بات معلوم ہے کہ ان میں سے خالص سائنسی علوم کی اساس بھی تجربے اور مشاھدے کی بجائے فلسفہ و قیاس پر تھی ۔ مسلمانوں نے ان علوم کو تجرباتی اور مشاھداتی اساس دی ۔

نویں عباسی خلیفہ ، واثق باللہ (۱۹۵ ۔ ۲۳۲ ھ) نے اگرچہ بہت کم عمر پائی اور اس کی خلافت کا عہد بھی پانچ سال رھا مگر اسے علمی مجلسوں کے انعقاد کا بڑا شوق تھا ، مسعودی نے مروج الذھب میں ایک ایسی مجلس کا ذکر کیا ہے جس میں بخت یشوع ، حنین بن اسحاق اور سلمویہ جیسے نامور اطبا اور علماء موجود تھے۔ اس مجلس میں خلیفہ نے طب کی اساس کے بارے میں سوال کیا تو ان اطبا میں سے کسی نے (غالباً حنین نے) کہا کہ اطبا کے نزدیک طب کی بنیاد محض تجربے پر ہے ۔

اوپر جن دو کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں یونانی اطبا کے برخلاف جنھوں نے اپنے نظام طب کی اساس محض فلسفیانہ قیاس پر رکھی تھی ، رازی اور طبری نے اپنے مشاھدات بیان کیے ھیں اور الحاوی تو رازی کے طبی روزنامچے کی حیثیت رکھتی ہے جس میں رازی نے مریضوں کی معالجاتی رو دادیں (کیس ھسٹریز) تحریر کی ھیں ۔ اس تفصیل سے غرض اس حقیقت کا اظہار ہے کہ اندلس میں یونانی طب، طبّ عربی کے روپ میں داخل ھوئی اور جیسا کہ معلوم ہے اندلس ، عرب اور یورپ کے درمیان ایک ایسے مضبوط واسطے کی حیثیت رکھتا ہے جس کے ذریعہ عربی

علوم اس دور میں بھی اور اس کے بعد بھی صدیوں تک ھسپانوی زبان کے واسطے سے مغرب تک پہنچتے رہے۔

تاریخ طب پر جو حوالے دستیاب ھیں وہ اس طرف کوئی واضح اشارہ نہیں کرتے کہ دوسری اور تیسری صدی ھجری (آٹھویں اور نویں صدی عیسوی) میں اندلس میں طب نے ترقی اور تقدّم کے کون سے مرحلے طے کیے ، تاھم اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ خطہ عربی اور اسلامی علوم کی تدوین اور یونانی علوم کی تجدید کے معاملے میں بقیہ اسلامی دنیا کے ھم قدم رھا۔

یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اندلس میں مسلمانوں کے داخلے سے پہلے کی مخصوص تہذیبی اور فکری روایات اگلے ادوار میں کسی نہ کسی حد تک اثر انداز رھی ھیں۔ اگر عمیق مطالعہ کیا جائے تو ان اثرات کے شواھد کو اسلامی اندلس میں فروغ پانے والے فکری ، علمی اور تہذیبی سرمائے میں تلاش کیا جا سکتا ہے ، لیکن یہ مطالعہ اس گفتگو کے دائرہ کار سے غیر متعلق ہے۔

مسلم اسپین میں طب کے فروغ پر اپنے ایک مقالے میں مراکش کے ڈاکٹر عبداللہ الغمرانی نے اندلسی مسلمان اطبّا کے اسی مخصوص مزاج کی جانب بعض اشارات کیے ھیں۔ انھوں نے یہ مقالہ تنظیم برائے طب اسلامی کویت کی دوسری سالانہ کانفرنس میں پیش کیا تھا۔

اس فرق کے نتیجے میں اندلسی مسلمان علما میں ایک مخصوص تنقیدی مزاج صاف نظر آتا ہے اور بظاھر ایسا لگتا ہے وہ علم کے مختلف میدانوں میں غیر محسوس طور پر اپنے ایک منفردِ مزاج کی نشان دھی کرتے ھیں۔ اس کی ایک وجہ اندلس کے مغربی دنیا سے روابط کو جو اسلامی فتح کے بعد بھی قائم رھے قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان روابط کے شواھد میں یہ واقعہ بھی شامل کیا جا سکتا ہے کہ

قسطنطین هفتم نے ٣٣٦ ھ میں عبدالرحمان ثالث کے پاس ایک وفد بھیجا ، یہ وفد خلیفہ کے لیے جو تحائف لایا تھا ان میں دیسقوریدس کی کتاب الادویہ یا الحشائش کا ایک یونانی نسخہ بھی تھا ۔ بتایا جاتا ہے کہ خلیفہ کو کوئی ایسا عالم نہیں ملا جو یونانی سے اس کتاب کا عربی ترجمہ کر دیتا ، اس بنا پر اس نے قسطنطین سے مدد مانگی ۔ عیسائی بادشاہ نے ۳۴۰ ھ میں نیقولاس راھب کو ترجمہ کرنے کے لیے اندلس بھیجا ۔ نیقولاس کی زیرنگرانی اس اھم کتاب کا عربی ترجمہ اندلسی مسلمان اور عیسائی علماء نے کیا اور اس طرح طبّی نباتات پر یونان کی ایک اھم کتاب کا عربی طبّی ادب میں اضافہ ، اندلس کے واسطے سے ھوا ۔ بتایا جاتا ہے کہ دیسقوریدس کی اس کتاب میں کچھ طبی نباتات ایسی تھیں جن سے اھل اندلس واقف نہیں تھے ، ان کا ذکر اس ترجمے میں حذف کر دیا گیا تھا ۔

غالباً اس حذف نے اندلس کے اطبا کا ذھن اس جانب منتقل کیا کہ مقامی طور پر پائی جانے والی نباتات کو جن کے دوائی اثرات سے یہ اطبا واقف تھے علم الادویہ میں باقاعدہ شامل کیا جائے ۔ اس غرض کی تکمیل کے لیے ضروری تھا کہ ان پودوں کی نباتیاتی خصوصیات ، ان کی شناخت اور روئیدگی کی تفاصیل ، ان خِطّوں کے حوالے سے بیان کی جائے ۔ جہاں سے یہ دستیاب ھو سکتی تھیں ۔ پھر ان کی معالجاتی خصوصیات اور مختلف امراض میں ان کے استعمال ، مقدار خوراک ، مَضرّت رساں پہلوؤں کو اس انداز پر ترتیب دیا جائے جس انداز پر دیسقوریدس نے لکھا تھا ۔ یہ کام اس وقت تک نہیں ھو سکتا تھا جب تک پودوں کے دوائی اثرات سے اچھی طرح واقفیت رکھنے والے اطبا مختلف علاقوں کا نباتیاتی جائزہ نہ لے لیں ۔ اس نوع کے نباتیاتی جائزوں کا کام اندلس کے جن اطبا نے انجام دیا ان میں ابو

جعفر احمد الغافقی اور ماہر امراض چشم ابن وافِد خاص کر لائق ذکر ھیں ـ دوائی نباتات کے اس مطالعے کے دوران اندلسی اطبا نے بعض مفرد اور مرکب ادویہ کا اضافہ عربی علم الادویہ میں کیا ـ

اسلامی اندلس کے مسلم اور غیر مسلم اطبا، ان کی علمی اور طبی مہارت ، حالات اور تصانیف کا ذکر ابن ابی اصیبعہ نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب عیون الانباء فی طبقات الاطبا میں ,,طبقات الاطبا فی بلاد المغرب ،، کے عنوان سے ایک مستقل باب میں کیا ہے۔ ان اطبا کے حالات کے مطالعے سے معلوم ھوتا ہے کہ اندلسی اطبا کو دوائی نباتات کے جائزے ، طبّی میدان میں کسی خاص شعبے میں اختصاص حاصل کرنے ، مشکل امراض کے لیے اطبا کے مشاورتی بورڈ کی تشکیل میں اولیت حاصل رھی ہے۔ ان اطبا کے تفصیلی حالات اس جگہ بیان کرنا برمحل ھو گا، لیکن حسب ذیل دو اطبا اور ایک طبی خانوادے کے ذکر کے بغیر یہ مضمون نامکمل رھے گا ـ

(۱) ابن جُلجُل (وفات ۳۸۴ ھ تقریباً)

اس کا پورا نام ابو داؤد سلیمان بن حسّان تھا ـ اپنی طبی مہارت اور علمی فضیلت کی بنا پر معروف تھا ـ معالجات اور علم الادویہ میں اس کی شہرت برمثل تھی اس نے علما اور اطبا کی سوانح پر ایک کتاب ,,طبقات الاطبا و الحکما،، کے نام سے لکھی جو ایک اھم کتاب حوالہ سمجھتی جاتی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ابن جلجل لاطینی اور یونانی زبانیں بھی جانتا تھا اور اس نے اپنی اس کتاب کے لیے اصل یونانی ماخذ سے بھی استفادہ کیا تھا۔ اگرچہ بعض مورخین نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا ـ ابن جلجل ، دیسقوریدس کی کتاب النبات کا ترجمہ کرنے والے بورڈ ، میں شریک رھا اور اس نے اس ترجمے پر مقدمہ بھی تحریر کیا ـ خلیفہ المؤید باللہ ، ھشام بن الحکم (۳٦٦ ـ

۳۹۹ ھ) کا سرکاری طبیب رہا ۔ اس نے ان ادویہ پر ایک کتاب لکھی جن کا ذکر دیسقوریدس نے نہیں کیا ۔ اس کے علاوہ ادویہ التریاق اور کم علم اطبا کی غلطیوں پر ایک رسالہ تحریر کیا ۔

(۲) ابوالقاسم خلف بن عباس الزہراوی (۳۲۱ ـ ۵۹۹ھ)

قرطبہ کے قریب مدینہ الزہراء کا رہنے والا تھا ۔ خلیفہ حکم ثانی کا طبیب خاص تھا ۔ اس کی سب سے زیادہ شہرت جراحی امراض کے علاج ، جراحی آلات کی تشکیل اور اس کی تصنیف ,,التصریف ،، کی وجہ سے ہے ۔

ابو القاسم الزہراوی نے فن جراحت میں اختصاص پیدا کیا ۔ اس نے اپنے استعمال کے جراحی آلات خود ڈیزائن کئے، انھیں اپنی ذاتی نگرانی میں تیار کرایا اور ان کے خاکے اپنی کتاب التصریف میں شامل کیے اور ہر آلے کے استعمال کے بارے میں تفصیل تحریر کی ۔ اس کتاب پر دور حاضر کے مورخین طب نے جو کام کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جراحی علاج کے ماہرین اسے کس قدر اہمیت دیتے ہیں ۔

کتاب کا عربی متن جراحی آلات کے خاکوں کے ساتھ شائع ہوا ، اس کا لاطینی، ترکی اور اردو ترجمہ بھی شائع ہوا اور ابھی ۱۹۷۳ء میں ویلکم انسٹی ٹیوٹ برائے تاریخ طب ، لندن نے اس کتاب کے انگریزی ترجمے کو جراحی آلات کی اشکال کے ساتھ شائع کیا ہے۔ (بیت الحکمت ہمدرد یونیورسٹی لائبریری ، کراچی میں ان شائع شدہ کتابوں میں درج خاکوں کی مدد سے زہراوی کے جراحی آلات کے ماڈل تیار کرائے گئے ہیں) ۔

دراصل سرجری پر الزہراوی کی کتاب اس کی ایک ضخیم ۳۰ جلدوں پر مشتمل کتاب کا دسواں باب ہے ۔ زہراوی کے بعد پانچ سو

سال تک مغرب میں جراحی امراض کے علاج کے سلسلے میں اس کتاب کو اولین مرجع کی حیثیت حاصل رہی ہے اور متعدد یورپی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے ۔

زہراوی سے قبل جراحی علاج کو فصد، خلع و کسر کے علاج اور تلوار اور تیر کے زخموں وغیرہ تک محدود سمجھا جاتا تھا ۔ اور جیسا کہ اس کے ایک شاگرد ابن القف مسیحی نے لکھا ہے کہ علاج کے ان طریقوں پر عمل ، اطبا اپنے لیے کسر شان خیال کرتے تھے اس لیے یہ تمام اعمال حجاموں وغیرہ کے سپرد تھے جو اصول طب اور تشریح اجسام سے ناواقفیت کی وجہ سے مریضوں کو فائدے سے زیادہ نقصان پہنچاتے تھے ۔ ان حالات میں معمولی طور پر مجروح مریض ان کے علاج کے نتیجے میں ہلاک ہو جایا کرتے تھے ۔ زہراوی ، جس نے جراحت کو ایک باقاعدہ علم کی حیثیت دینے کے لیے پہلے علم تشریح الاعضا کے مطالعے پر زور دیا ۔ اس نے اپنے طالب علموں کو نصیحت کی کہ جراحی علاج کی جانب کوئی قدم اس وقت تک نہ اٹھانا جب تک تم جسم کا تشریحی مطالعہ نہ کر لو اور اس بات کا علم حاصل نہ کر لو کہ وریدیں ، شریانیں اور اعصاب کہاں واقع ہیں اور عضلات کی وضع کیا ہے ؟ وہ اپنے شاگردوں سے کہتا ہے کہ اپنے علم کی بنیاد جہاں تک ہو سکے اپنے مشاہدے کو بناؤ ، تجربے کو علم کا لازمی حصہ قرار دو ۔

اس سے الزہراوی کے عقبری ذہن کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔ الزہراوی نے مجروح شریانوں کو جوڑنے ، رسولیوں کے اخراج ، مثانے کی پتھری کے جراحی اخراج اور اس طرح کے دیگر متعدد پیچیدہ جراحی عملیوں کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے ۔ ان جراحی آلات کی وضاحت بھی اس نے کی ہے جو اِن عملیوں (اوپریشنز) کے لیے استعمال ہوتے ہیں ۔

(۳) اندلسی اطبا کا معروف خاندان بنو زھر بھی کسی تفصیلی تعارف کا متقاضی نہیں ہے۔

اس خاندان کا سربراہ عبدالملک ابن الفقیہ بن مروان تھا ۔ اس نے طب کی تعلیم حاصل کرنے اور پھر مریضوں کے علاج کے لیے مختلف ملکوں کا سفر کیا اور پھر آخر عمر تک اشبیلیہ میں مقیم رھا۔

اس کا لڑکا زھر بن عبدالملک معالجات میں اپنے کمال کی بنا پر معروف ہے۔ اس نے ابن سینا کی کتاب پر اعتراضات تحریر کیے ۔ کتاب الخواص ۔ کتاب الادویۃ المفردہ ۔ کتاب الایضاح ۔ کتاب حل شکوک رازی ۔ کتاب النکت الطبیہ ، ,,مقالہ فی تفسیر رسالۃِ الکندی،، اس کی بعض تصانیف ھیں جن سے اس کی وسعت معلومات کا اندازہ ھوتا ہے۔

عبدالملک بن زھر اس نسل کا تیسرا طبیب تھا ، اسے خاص کر مفرد اور مرکب ادویہ میں مہارت حاصل تھی ، بتایا جاتا ہے کہ اندلس میں اس کے برابر کسی اور طبیب کو اھمیت نہیں دی جاتی تھی ۔

کتاب التریاق ۔ التیسیر فی المداواۃ و التدبیر ۔ کتاب الاغذیہ ، کتاب الزینۃ مقالہ فی علل الکلی (گردوں کے امراض) ، رسالہ فی البرص اس کی بعض تصانیف ھیں ۔

الحفید محمد بن زھر، عبدالملک بن زھر کا بیٹا تھا ۔ اشبیلیہ میں پیدا ھوا اور بہت کم عمری میں طب میں مہارت حاصل کر لی آخر عمر میں مراکش گیا جہاں اس کا انتقال ھو گیا ۔ بتایا جاتا ہے کہ اس کے کسی حاسد عزیز نے اسے زھر دے کر ھلاک کیا ۔ اس کی ایک کتاب کا ذکر ملتا ہے جس کا نام ,,التریاق الخمسینی ،، ہے۔

ابن الحفید ، محمد بن زھر کا لڑکا تھا ۔ اپنے اسلاف کی طرح طب کا ماھر اور خلیفہ ابو عبیداللہ ناصر بن منصور کا ذاتی طبیب تھا۔

اندلسی اطبا کے اس امتیازی وصف کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ ان میں اکثر نے اپنے لئے طب کا کوئی شعبہ چن کر اس میں اختصاص (اسپیشلائزیشن) حاصل کیا ۔ ایسے بعض اطبا کا ذکر اس جگہ برمحل نہ ہوگا ۔

عبدالملک بن ابی العلا ایک ماہر طبیب تھا، اس نے بعض نادر قسم کی رسولیوں کو سب سے پہلے بیان کیا، غذائی نالی کے ابتدائی حصے یعنی مری میں شگاف دینے کے طریقے کی وضاحت کی اور اس طرح کی دیگر متعدد تحقیقات کی بنا پر معروف ہوا ۔

عرب اطبا نے علم النبات کو اب تک محض ایک وسیلۂ شفا کی حیثیت سے دیکھا تھا مگر اندلسی اطبا نے اسے ایک خاص شعبۂ علم کی حیثیت دینے میں پہل کی ۔ اس سے ان میں ابو القاسم المجریطی (وفات ۳۹۴ ھ) کو اولیت دی جاتی ہے ۔ اگرچہ مجریطی کی زیادہ تر شہرت مہندس اور ماہر فلکیات کی ہے مگر علم النبات دوائی میں اس کا کارنامہ مسلم ہے ۔

امراض چشم کے علاج میں ایک اور اندلسی طبیب احمد بن یونس الحرّانی لائق ذکر ہے ۔ اس میدان میں تخصص رکھنے والا ایک اور طبیب عبدالرحمن الوافد (وفات ۳٦٦ ھ) ہے اس نے دوائی نباتات کے علاوہ امراض چشم پر ایک کتاب ,,تدقیق النظر فی علل حاسة البصر ،، کے نام سے لکھی ۔

قرطبہ کے ایک طبیب عریب بن سعید (وفات ۳٦۹ ھ) کو علم الولادت ، امراض حمل اور امراض نسواں کے علاج میں تخصص حاصل رہا ۔ اس کی کتاب ,,خلق الجنین و تدبیر الحُبالی والمولدین،، اپنے مندرجات اور مشمولات کی بنا پر بڑی اہمیت کی حامل ہے ۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ اسکوریال میں ہے ۔

ذیل میں اندلسی اطباء کی طبی تصانیف کی ایک فہرست پیش کی جا رہی ہے۔

۱ ۔ الادویة المفردة ۔ ابو الصلت امیه
۲ ۔ أرجوزة فی الطب ۔ سعید بن عبد ربّه
۳ ۔ اسماء الادویة المفرده من کتاب دیسقوریدس ۔ ابو العباس بن الرومیه
۴ ۔ التریاق السبعینی ۔ ابو مروان ابن الزهر
۵ ۔ تعالیق و مجربات فی الطب ۔ سعید بن عبد ربّه
٦ ۔ تلخیص اول کتاب الادویة لجالینوس ۔ ابو الولید ابن رشد
۷ ۔ تلخیص کتاب الاسطقسات لجالینوس ۔ ابو الولید ابن رشد
۸ ۔ تلخیص کتاب الحمیات لجالینوس ۔ ابو الولید ابن رشد
۹ ۔ تلخیص کتاب العلل والاعراض لجالینوس ۔ ابو الولید ابن رشد
۱۰ ۔ تلخیص کتاب القوی الطبیعیة لجالینوس ۔ ابو الولید ابن رشد
۱۱ ۔ تلخیص کتاب المزاج لجالینوس ۔ ابو الولید ابن رشد
۱۲ ۔ تلخیص النصف الثانی من کتاب حیلة البرء ۔ ابو الولید ابن رشد
۱۳ ۔ الجامع فی الطب فی الادویة المفرده ۔ احمد الغافقی
۱۴ ۔ جمع الفوائد المنتخبة من الخواص المجربة ۔ ابو مروان ابن زهر
۱۵ ۔ خلق الجنین و تدبیر الحبالی و تدبیر الحبالی و المولدین ۔ عریب بن سعید (اس کتاب کا مخطوطه کتب خانه اسکوریال میں موجود ہے)

۱٦ ـ خواص الادویه المفرده ـ ابو الصلت امیه (مخطوطه کتب خانه آصفیه حیدر آباد دکن بهارت میں ہے)

۱۷ ـ رسالة التبیین فیما غلط فیه بعض المطببّین ـ ابن جلجل

۱۸ ـ رسالة علتی البرص والبهق ـ ابو مروان ابن زهر

۱۹ ـ الرسالة المصریة (وفیها ذکر من اجتمع فیها من الاطبا وغیرهم من العلماء) ـ ابو الصلت امیة

۲۰ ـ شرح الارجوزة المنسوبة الی ابن سینا فی الطب ـ ابو الولید ابن رشد

(مخطوطه : (۱) عراق میوزیم (۲) اسکوریال)

۲۱ ـ الشرح المأمونی لکتاب البقراط المعروف بعده الی الاطباء ـ ابو جعفر یوسف

۲۲ ـ الطب النبوی ـ ابو مروان ابن زهر (مخطوطه : خزانه عامره رباط۰)

۲۳ ـ علاج الامراض ـ ابو مروان ابن زهر

۲۴ ـ فی امر الدواء المسهل وکیفیة أخذه ـ ابو مروان ابن زهر

۲۵ ـ کتاب اختصار الحاوی للرازی ـ ابن باجه

۲٦ ـ کتاب الادویة المفردة (جامع الادویه المفردة) ـ ابن سمجون

۲۷ ـ کتاب الادویة المفرده ـ ابن وافد

۲۸ ـ کتاب الادویه المفرده ـ ابو العلا بن زهر

۲۹ ـ کتاب الادویه المفرده ـ الشریف محمد بن محمد الحسنی

۳۰ ـ کتاب الادویة المفرده علی ترتیب الاعضاء المتشابهة الاجزاء و الآلیة ـ ابو الصلت امیة ـ

۳۱ ـ کتاب اعیان النبات و الشجریات الاندلسیة ـ البکری الطبیب

۳۲ ـ کتاب الاغذیه ـ ابو مروان ابن زهر (مخطوطه : مکتبه احمد الثالث استانبول) ـ

۳۳ ـ کتاب الاقتصاد و الایجاد فی اخطاء ابن الجزّار فی الاعتماد عبدالرحمان بن الهیثم

۳۴ ـ کتاب الاقربا ذین ـ ابن سمجون

۳۵ ـ کتاب الاقربا ذین ـ سعید بن عبد ربّه

۳٦ ـ کتاب الاکتفاء بالدواء من خواص الاشیاء ـ عبدالرحمان بن الهیثم

۳۷ ـ کتاب الانتصار لحنین بن اسحق علی ابن رضوان ـ ابو الصلت امیه

۳۸ ـ کتاب الایضاح بشواهد الافتضاح فی الرد علی ابن رضوان فیما رده علی حنین ـ ابو العلاء بن زهر

۳۹ ـ کتاب البستان فی الطب ـ الرمیلی

۴۰ ـ کتاب التجربتین علی أدویة ابن وافد ـ ابن باجه

۴۱ ـ کتاب تدبیر الصحة ـ ابو جعفر احمد بن حسان

۴۲ ـ کتاب تدقیق النظر فی علل حاسة البصر ـ ابن وافد

۴۳ ـ کتاب التذکره ـ ابو مروان ابن زهر

۴۴ ـ کتاب التصریف لمن عجز عن التألیف ـ ابو القاسم خلف بن عباس الزهراوی (باب ۱۰ ، الزهراوی کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس میں آلات کی شکلیں دی گئی ہیں ـ متعدد یورپی اور مشرقی زبانوں میں کتاب کے مصوّر ایڈیشن شائع ہوئے ـ ایک تازہ انگریزی ترجمہ جس کا ذکر مضمون میں ہے ویلکم انسٹی ٹیوٹ نے شائع کیا ہے ـ دنیا بھر کے کتب خانوں میں متعدد مخطوطات موجود ہیں ـ ترکی کے ذخیرہ ولی الدین افندی میں التصریف کے تین مقالے ۹۰۲ ھ کے کتابت کردہ نیز کتب خانہ احمد ثالث میں ایک مصوّر نسخہ ـ ذخیرہ شہید علی ۹۳۲ھ کا کتابت کردہ ایک جز (باب ۲۲) موجود ہیں ـ الزہراوی کا

ایک بڑا نادر نسخہ جس میں جراحی آلات کی رنگین شکلیں ھیں خدا بخش اوریئنٹل لائبریری پٹنہ میں ہے۔

۴۵۔ کتاب تفسیر اسماء الادویہ المفردۃ من کتاب دیسقوریدس ۔ ابن جلجل ۔

۴۶۔ کتاب التلخیص وقد ضمنه ترجمة الادویة المفردة و تحدید المقادیر المستعملة فی صناعة الطب و الاوزان والمکاییل ۔ مروان بن جناح (جامعہ استانبول میں ایک مخطوطہ موجود ہے۔

۴۷۔ کتاب التیسیر فی المداواۃ والتدبیر ۔ ابو مروان بن زھر

۴۸۔ کتاب الحضرۃ المنتخبه فی الادویة المجریه ۔ محی الدین ابن العربی (ایک مخطوطہ مکتبہ جو روم ترکی میں موجود ہے)

۴۹۔ کتاب الحشائش لدیا سقوریدس ترجمه ابن جلجل و تصحیح حنین بن اسحاق (اس نادر کتاب کا ایک مخطوطہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے)

۵۰۔ کتاب حل شکوک الرازی علی کتب جالینوس ۔ ابو العلاء بن زھر

۵۱۔ کتاب الخواص ۔ ابو العلا بن زھر

۵۲۔ کتاب الزینة ۔ ابو مروان بن زھر

۵۳۔ کتاب السمائم ۔ عبدالرحمن بن الھیثم

۵۴۔ کتاب فی الطب ۔ محمد بن تملیح

۵۵۔ کتاب فیه اقاویل جالینوس فی الشراب ۔ اسحق بن عمران

۵۶۔ کتاب کبیر فی الطب ۔ یحیی بن اسحق

۵۷۔ کتاب الکلیات ۔ ابو الولید بن رشد
(ایک مخطوطہ مکتبہ احمد ثالث ترکی میں موجود ہے)

۵۸۔ کتاب الکمال والتمام فی الادویة المسھلة والمقیئة ۔ عبدالرحمن بن الھیثم ۔

٥٩ ـ كتاب ، المجدولة فى الادوية المفردة ـ ابن بكلارش .

٦٠ ـ كتاب المدخل الى صناعة الطب ـ اسحق بن سليمان

٦١ ـ كتاب المغيث ـ ابن وافد

٦٢ ـ كتاب النكــت الطبية ـ ابو العلاء بن زهر

٦٣ ـ كتاب الوساد (اوالرشاد) فى الطب ـ ابن و افد

٦٤ ـ كتاب يتضمن ذكر شى من اخبار الاطباء و الفلاسفة و لعله طبقات الاطباء و الحكماء ـ ابن جلجل

٦٥ ـ كلام على شى من كتاب الادوية المفردة لجالينوس ـ ابن باجـة

٦٦ ـ كلام فى المزاج بما هو طبى ـ ابن باجة

٦٧ ـ كناش ـ ابن ابى الصلت

٦٨ ـ كناش فى الطب ـ يحيى بن اسحاق

٦٩ ـ مجربات ـ ابو العلاء بن زهر

٧٠ـ مجربات فى الطب ـ ابن وافد

٧١ـ مراجعات و مباحث بين ابى بكر بن الطفيل و بين ابى رشد فى رسمه للدواء فى كتاب الموسوم بالكليات ـ ابوالوليد بن رشد

٧٢ـ مسألة فى نوائب الحمى ـ ابو الوليد بن رشد

٧٣ـ مقالة فى ان الماء لايغذو ـ ابن الذهبى

٧٤ـ مقالة فى تركيب الادوية ـ ابو العباس بن الرومية

٧٥ـ مقالة فى تركيب الادوية ـ ابو العلاء بن زهر

٧٦ـ مقاله فى الترياق ـ ابو الوليد ابن رشد

٧٧ـ مقاله فى حفظ الصحة ـ ابو الوليد ابن رشد

٧٨ـ. مقالة فى حميات العفن (العفنه) : ـ ابو الوليد بن رشد

۷۹ ـ* مقالة فی حیلة البرء ـ ابو محمد بن رشد

۸۰ ـ مقالة فی ذکر الادویة المستدرکة علی کتاب دیسقوریدس (او مقالة فی ذکر الادویة التی لم یذکرها دیسقوریدس فی کتابه) ابن جلجل (ایک مخطوطه بوڈلین لائبریری اور ایک مکتبه نور عثمانیه ترکی میں موجود ہے)

۸۱ ـ مقالة فی الرد علی ابی علی بن سینا فی مواضع من کتاب الادویة المفردة ـ ابو العلاء بن زهر

۸۲ ـ مقاله فی علل الکلی (او علل الکی ـ ابو مروان ابن زهر

۸۳ ـ مقالة فی المزاج ـ ابو الولید بن رشد

اس فہرست میں موسی بن میمون اور ابـن البیطـار کی تصانیف بھی شامل کی جا سکتی ھیں کیونکه یه دونوں اندلس کے حالات کی ابتری کے بعد اندلس سے چلے گئے تھے ـ

کتـابیـات

۱ ـ ابن ابی اصیبعه ـ عیون الانبا فی طبقات الاطبا، شرح و تحقیق دکتور مزار رضا، بیروت، دار مکتبه الحیاة، (بدون تاریخ) .

۲ ـ ابن جلجل ـ طبقات الاطباء والحکماء، تحقیق فواد سید، بیروت ، مؤسسة الرساله ، ۱۹۸۵ء .

۳ ـ الخطیب ، حنیفه ـ الطب عند العرب، بیروت، الدار الاهلیة، ۱۹۸۶ء

۴ ـ القفطی، تاریخ الحکماء ـ بغداد، مکتبة المشتی، (بدون تاریخ) ـ

۵ ـ الشطّی ، شوکت ـ الاسلام والطب ، مطبعة سوریا، ۱۹۵۷ء

۶ ـ منظمة الطب الاسلامی کویت ـ ابحاث المؤتمر الثانی ـ الکویت

۷ ـ آرنلڈ (مرتب) دی لگیسی اوف اسلام ـ اوکسفورڈ یونیورسٹی پریس ـ ۱۹۳۱ء

۸ ـ اُلمان ـ اسلامک میڈیسن ـ ایڈنبرگ، ایڈنبرگ یونیورسٹی پریس ، ۱۹۷۸ء

۹ ـ مخطوطات الطب والصیدلة والبیطرة فی مکتبة المتحف العراقی ـ مرتبه : أسامه نقشبندی ـ دار الحریة، بغداد ، ۱۹۸۱ء

۱۰ ـ فہرس مخطوطات دار الکتب الظاهریة ـ مرتبه سامی خلف حمونه ـ مجمع اللغة العربیة ـ دمشق ، ۱۹۶۹ء

۱۱ ـ طب اسلامی برصغیر میں ـ خدا بخش اورینٹل لائبریری میں جنوبی ایشیائی علاقائی سیمینار پٹنہ ، ۱۹۸۸ء

۱۲ ـ فہرس مخطوطات الطب الاسلامی فی مکتبات ترکیہ مرکز الابحاث للتاریخ والفنون والثقافة الاسلامیة استانبول ـ مرتبہ رمضان شش ـ ۱۹۸۳ء

★★★